305

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

قلوب صرف اللہ کے ذِکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں

حقیقتِ ذِکر

یعنی

اِطمینانِ قلب اور تسکینِ خاطر حاصِل کرنے کے طریقے اور ذرائع

مُرتّبہ

حضرت مولانا محمّد احتشامُ الحسن صاحب کاندھلوی

ناشر

کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد دہلی نمبر ۶

(مکتبہ ایس احمد علی خان ۴۶۱ مٹیا محل دہلی)

وہ حنظل جیسا ہے۔ صورت بدنما ذائقہ کڑوا بدبودار اور محض بے کار۔ اور جو شخص قرآن مجید کی تلاوت تو کرتا ہے۔ مگر اس کے موافق زندگی نہیں گذارتا وہ خوشنما پھول جیسا ہے۔ دیکھنے میں اچھا مگر بے فائدہ اور بے کار۔

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ رات کو سورہ بقر تلاوت فرما رہے تھے پاس گھوڑا بندھا ہوا تھا اچانک گھوڑے نے بدکنا اور کودنا شروع کر دیا۔ وہ پڑھتے پڑھتے خاموش ہو گئے گھوڑا بھی ساکن ہو گیا پھر انھوں نے پڑھنا شروع کیا اور گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ پاس ہی ان کے صاحبزادے یحییٰ سو رہے تھے ان کو خیال ہوا مبادا گھوڑا یحییٰ کے لات وغیرہ مار دے اس لئے اپنی قرأت کو موقوف کر دیا۔ آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھتے کیا ہیں کہ چھت ہے جس میں گویا قمقمے روشن ہیں۔ علی الصباح بارگاہِ نبوی میں سارا ماجرا سنایا حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"ابن حضیر تم پڑھتے رہتے ابن حضیر تم پڑھتے رہتے"

ابن حضیر نے کہا۔ یا رسول اللہ مجھے یحییٰ کا خیال آیا وہ قریب ہی تھا جب میں یحییٰ کے پاس پہنچا تو آسمان پر ایک چھت دیکھی جس میں قمقمے روشن تھے پھر وہ دکھلائی دینے موقوف ہو گئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تمہیں معلوم بھی ہے یہ کیا تھا؟"

ابن حضیر نے عرض کیا نہیں" ارشاد فرمایا "یہ فرشتے تھے جو تمہاری

تلاوت کو سُن رہے تھے اگر تم صبح تک پڑھتے رہتے تو یہ اسی طرح رہتے اور سب لوگ ان کا مشاہدہ اور زیارت کرتے (مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

(۳) عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الربّ تبارکؔ وتعالیٰ من شغلہ القراٰن عن ذکری ومسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ۔ (مشکوۃ عن الترمذی والدارمی)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں جس شخص کو قرآن کی مشغولی میرے ذکر اور دعا سے روک دے میں اس کو اس سے اعلیٰ چیز دوں گا جو دعا مانگنے والوں کو دیا ہے۔ اور کلام الٰہی کو دیگر کلام پر ایسی فوقیت اور برتری ہے جیسی اللہ رب العزت کو اپنی مخلوق پر ہے۔

یعنی قرآن مجید میں مشغول ہونے کی وجہ سے اگر کسی شخص کا ذکر اللہ اور دعوات چھوٹ گئیں تو ذکر اللہ کا بدل تو یہ ہے کہ تلاوت قرآن خود ذکر اللہ بلکہ افضل اذکار ہے اور دعاؤں کا بدل یہ ہے کہ حق تعالیٰ جو دوسرے دُعا مانگنے والوں کو عطا فرماتے ہیں اس سے بہت بہتر اور اعلیٰ قرآن پڑھنے والے کو مرحمت فرما دیتے ہیں۔

(۴) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

انّ هذه القلوب تصدأ كما يَصْدأ الحديد اذا اصابه الماء قيل يارسول الله ما جلائها قال كثرة ذكر الموت وتلاوة القرآن - (مشكوة عن البيهقي)

نے ارشاد فرمایا: یہ قلوب زنگ آلود ہوجاتے ہیں جیسا لوہا پانی پہنچنے کی وجہ سے زنگ آلود ہوجاتا ہے" صحابہ نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ ان کا جلا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا "بکثرت موت کو یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا"

غفلت و مدہوشی کے باعث انسانی قلوب میں نورانیت اور طمانیت کی جگہ کدورت اور وحشت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہی کدورت و وحشت قلوب کا زنگ ہے۔ جب انسان بکثرت موت کو یاد کرتا ہے اور قرآنِ پاک کی تلاوت میں مشغول ہوتا ہے تو یہ غفلت و مدہوشی کے پردے چاک ہوجاتے ہیں ساری کدورت و وحشت دور ہوجاتی ہے۔ اور دل بقعۂ نور اور پیکرِ سکینہ بن جاتا ہے۔ پس غافل و مدہوش قلوب کو جگانے کے لئے دو ناصح ہیں۔ ایک ناصح خاموش یعنی ذکرِ موت جو تمام لذات دنیوی کو بھلا دیتا ہے دوسرا ناصح ناطق یعنی تلاوت قرآن پاک جس کا ایک ایک حرف دل و جگر کے پار ہوتا ہے۔ اور غفلت کو بیدار کرتا ہے۔

(۵) عن عائشة انّ النبي صلى الله عليه وسلم قال قراءة القرآن في الصلوة افضل من قراءة القرآن في غير الصلوة وقراءة القرآن

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "نماز میں قرآن پڑھنا خارج نماز قرآن پڑھنے سے افضل

Marfat.com

افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقة والصدقة افضل من الصوم والصوم جنّة من النار۔ (مشکوٰۃ عن البیہقی)

ہے اور خارج نماز میں قرآن پڑھنا تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ کرنا روزہ سے افضل ہے اور روزہ ڈھال ہے عذابِ نار سے۔

ارشادِ نبوی میں اعمالِ حسنہ کے مراتب کو بیان فرمایا گیا۔ روزہ کی فضیلت و منقبت ... یہ ہے کہ وہ عذاب جہنم سے محفوظ رکھتا ہے اور ڈھال کا کام دیتا ہے۔ صدقہ و خیرات روزہ سے بھی افضل ہے اس لئے کہ صدقہ میں نفع متعدی ہے اور دوسرے کی حاجت روائی ہے۔ اور تسبیح تکبیر میں مشغول ہونا صدقہ سے بھی افضل ہے۔ اس لئے کہ یہ ذکرِ الٰہی ہے اور ذکرِ الٰہی سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اور تلاوت قرآن تسبیح و تکبیر سے بھی افضل ہے۔ اس لئے کہ یہ افضل اذکار ہے اور تمام اذکار کو جامع اور حاوی ہے۔

(۶) عن عثمان بن عبد اللہ بن اوس الثقفی عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قراءۃ الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجۃ وقراءتہ فی المصحف تضعف علی ذلک الی الفی درجۃ (مشکوٰۃ)

حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قرآن حفظ پڑھنا ہزار درجہ ہیں اور مصحف میں دیکھ کر پڑھنا حفظ پڑھنے سے دو ہزار درجہ بڑھا ہوا ہے۔ (مشکوٰۃ)

قرآنِ مجید کو حفظ تلاوت کرنے میں ایک ہزار مراتب عطا ہوتے ہیں اور اگر مصحف میں دیکھ کر تلاوت کی جائے تو اس پر دو ہزار درجات

Marfat.com

اضافہ ہوجاتا ہی اور دیکھ کر پڑھنے والے کو تین ہزار مراتب عطا ہوتے ہیں اس لئے کہ حفظ پڑھنے میں صرف زبان قرآن پاک میں مشغول ہوتی ہی۔ اور دیکھ کر پڑھنے میں زبان بھی مشغول ہوتی ہے اور آنکھیں بھی مشغول ہوتی ہیں اور ہاتھ بھی مشغول ہوتے ہیں جب مشغولی تین نوع سے بڑھ گئی تو اجر بھی سہ چند ہوگیا۔ قرآنِ مجید کو عظمت و محبت سے ہاتھ لگانا اور نقوش قرآنی کو دیکھنا مستقل عبادت اور بڑی سعادت ہی۔

نیز دیکھ کر تلاوت کرنے میں توجہ تام رہتی ہی اور خیالات مجتمع رہتی ہیں اور غور و فکر زیادہ ہوتا ہے اور یہی اصل مقاصد ہیں۔ اکثر صحابہ کرام اور تابعین عظام کا دیکھ کر تلاوت کرنے کا معمول تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس دو قرآن کثرت تلاوت کے باعث بوسیدہ ہوئے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حکم مطلق نہیں۔ اگر کسی شخص کو حفظ پڑھنے میں توجہ تام اور جمعیت خاطر اور غور و فکر زیادہ ہوتا ہو تو اس کو حفظ ہی پڑھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ اصل مقاصد ہیں ان کا فوت ہونا مناسب نہیں۔ البتہ اگر اصل مقاصد دونوں حالت میں برابر ہوں تو پھر مصحف میں دیکھ کر تلاوت کرنا افضل ہے۔

۱۱) عن الحسن مرسلاً ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرء فی لیلۃ مائۃ ایۃ لم یحاجہ القرآن تلک اللیلۃ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے رات میں سو آیت تلاوت کی قرآن اس شخص سے اس رات

ومن قرء فی لیلة مائتی آیة کتب له قنوت لیلةٍ ومن قرء فی لیلة خمسمائة الی الف اصبح وله قنطار من الاجر قالوا وما القنطار قال اثنا عشر الفاً۔
(مشکوٰة عن الدارمی)

کے بارہ میں جھگڑا نہ کرے گا اور جس رات میں دوسو آیت تلاوت کی اس کے لئے قیام لیل کا ثواب لکھا جائے گا اور جس شخص نے پانچسو سے ہزار آیات تک تلاوت کی اس کے لئے ایک قنطار اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا قنطار کیا ہے؟ ارشاد فرمایا بارہ ہزار۔

قرآن مجید اپنی حق تلفی کرنے والوں سے قیامت میں اپنے حق کا مطالبہ کرے گا قرآن پاک کے دو حق ہیں اول اس کے موافق زندگی گذارنا اور دوسرے اس کی تلاوت کرنا۔ پس اگر کسی شخص نے رات کو سو آیت تلاوت کرلی تو اس رات کے حق سے سبکدوش ہوگیا اور اگر دوسو آیت تلاوت کی تو قانتین (شب بیداروں) میں شمار ہوگا۔ اور اگر پانچسو یا اس سے زائد آیات تلاوت کیں تو اس کے اجر کی کوئی نہایت نہیں اس کے اجر کو قنطار سے تشبیہ دی گئی اور مقصود تحدید اجر نہیں بلکہ اظہار کثرت ہے۔ قنطار چالیس اوقیہ سونا یا بارہ ہزار اشرفی کو کہتے ہیں۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ ارشاد نبوی سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت ہر انسان پر واجب اور ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص کلام الٰہی کی تلاوت نہ کرے تو رب الکلام کی جانب سے روز حشر مطالبہ اور مواخذہ ہوگا۔ اسی مطالبہ اور مواخذہ کو مجازاً قرآن کے جھگڑنے سے تعبیر فرمایا گیا۔

Marfat.com

قرآنِ مجید کی بعض سورتوں اور آیتوں کے خصوصی فضائل و منافع

(۱) ابو سعید بن معلی کہتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی میں نماز کی وجہ سے جواب نہ دے سکا اور نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔"

ارشاد فرمایا: "کیا حق تعالیٰ کا یہ حکم نہیں ہے۔

اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔ (جواب دو تم اللہ اور رسول کو جب بھی وہ بلائے تم کو) پھر ارشاد فرمایا میں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتلادوں گا اور میرا ہاتھ پکڑا۔ جب ہم نے مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تھا کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے تجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتلاؤں گا۔ ارشاد فرمایا الحمد للہ رب العالمین ہے یہی سبع مثانی ہے۔ جو مجھ کو عطا کی گئی ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ۔ (اور دیا ہم نے تم کو سبع مثانی اور قرآن عظیم۔) (مشکوٰۃ از بخاری)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ جس گھر میں سورہ بقر پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان دور رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ از مسلم)

Marfat.com

ف :۔ یعنی قبرستان کی طرح گھروں کو شہرِ خموشاں اور سنسان مت بناؤ بلکہ ذکر اللہ اور تلاوت قرآن سے گھروں کو معمور اور آباد رکھو جس گھر میں تلاوت قرآن پاک ہوتی رہتی ہے وہاں شیطانی اثرات پیدا نہیں ہوتے۔ اور سورہ بقر کی تلاوت تو خصوصیت سے شیطانی اثرات کے دور کرنے کے لئے نافع اور مفید ہے۔

(۳) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سورہ بقر کی آخری دو آیت کو جو شخص رات میں پڑھے تو یہ اس کو کفایت کرتی ہیں یعنی ہر نوع کی شر اور آفت سے پڑھنے والے کی حفاظت کرتی ہیں" (مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

(۴) حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو پڑھتا رہے گا وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ (مشکوٰۃ از مسلم)

(۵) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم رات میں تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتے؟ صحابہ نے عرض کیا "تہائی قرآن کس طرح پڑھے؟ ارشاد فرمایا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اجر میں) تہائی قرآن کے برابر ہے (مشکوٰۃ از مسلم)

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا "یا رسول اللہ مجھے قل ہو اللہ "بہت محبوب ہے" ارشاد فرمایا اس کی محبت تجھ کو جنت میں لے جائے گی۔ (مشکوٰۃ از ترمذی و بخاری)

(۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "آج رات دو عجیب و غریب آیتیں نازل کی گئیں جن کا مثل کبھی نہیں دیکھا گیا" قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" (مشکوٰۃ از مسلم)

(۸) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب جب بستر پر لیٹتے تو مٹھی بند کر کے اس پر پھونک مارتے اور قل ہو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے پھر اپنے ہاتھوں کو بقدر استطاعت تمام جسم پر پھیرتے سر اور چہرہ اور جسم کے اگلے حصہ سے شروع فرماتے ایسا ہی تین مرتبہ کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ از بخاری مسلم)

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص حم (سورہ مومن) الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی صبح کے وقت پڑھے شام تک (ہر نوع کی آفت سے) محفوظ رہتا ہے اور جو شخص شام کے وقت پڑھتا ہے وہ صبح تک محفوظ رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ از ترمذی و دارمی)

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہر شے کا ایک دل ہوتا (جو باقی تمام سے فائق ہوتا ہے) اور قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے جو شخص سورہ یٰسین کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اس کو دس قرآن پڑھنے کی برابر اجر و ثواب رحمت فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص رات کو سورہ حم الدخان پڑھتا ہی صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص جمعہ کی شب میں سورہ حم الدخان کو پڑھتا ہے اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے تھے کہ ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتہ سے افضل ہے۔ (مشکوٰۃ)

مسبحات وہ سورتیں کہلاتی ہیں جن کے شروع لفظ سُبْحَانَ یا سَبَّحَ یَایُسَبِّحُ یَا سَبِّحْ۔ آیا ہی۔ اور وہ سات سورتیں ہیں۔

(۱) سبحان الذی اسری لعبدہ (۴) سورہ صف

(۲) سورہ حدید (۵) سورہ جمعہ

(۳) سورہ حشر (۶) سورہ تغابن

(۷) سورہ اعلیٰ۔ اور وہ آیتہ کریمہ جو ہزار آیتوں سے افضل ہے لیلۃ القدر کی طرح پوشیدہ ہے۔

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن کی ایک تیس آیت والی سورت نے ایک شخص کی سفارش کی کہ بالآخر اس کو بخشوادیا اور وہ سورت سورہ تبارک الذی الملک ہے۔ (مشکوٰۃ از احمد و ترمذی و نسائی وغیرہ)

Marfat.com

(۱۵) حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"سورۂ ازا زلزلت (اجر و ثواب میں) نصف قرآن کے برابر ہے۔ اور سورہ قل ہو اللہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور سورہ قل یا ایہا الکافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۶) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جو شخص اللہ کی رضا کے لیے سورہ یٰسین پڑھتا ہے۔ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ جو لوگ قریب المرگ ہوں ان کے سامنے سورہ یٰسین پڑھا کرو۔" (مشکوٰۃ)

نیز ارشاد فرمایا ہے جو شخص علی الصباح سورہ یٰسین پڑھتا ہے اس کی تمام حوائج پوری ہوتی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

(۱۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہر شے کی ایک زینت اور جمال ہوتا ہے اور قرآن کی زینت سورۂ رحمٰن ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جو شخص ہر رات سورہ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ کی نوبت نہیں آتی (حضرت ابن مسعود اپنی صاحبزادیوں کو ہر رات اس کے پڑھنے کا حکم دیا

Marfat.com

کرتے تھے۔

(۱۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم کو سورہ سبح اسم ربک الاعلی بہت زیادہ مرغوب اور محبوب تھی۔ (مشکوٰۃ)

(۲۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"کسی کی یہ طاقت ہے کہ روزانہ ہزار آیت پڑھا کرے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس پر مداومت کون کر سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: "کیا اس کی طاقت نہیں کہ سورہ الھٰکم التکاثر روزانہ پڑھا کرے (مشکوٰۃ)

یعنی اس سورت کے ایک بار پڑھنے کا ثواب ایک ہزار آیات کے ثواب کے برابر ہے۔

Marfat.com

شانزدہواں شعبہ

آیاتِ خداوندی اور صفاتِ باری میں غور و فکر

غور و فکر وہ اصلی جوہر ہے جس پر زندگی کے برگ و بار لگتے ہیں اور اسی کے مطابق انسان سے اعمال و افعال سرزد ہوتے ہیں اگر فکر صحیح ہوتا ہے تو سارے کام راست ہوتے ہیں اور پوری زندگی درست ہوتی ہے۔ اور اگر فکر فاسد ہوتا ہے تو ہر کام میں بگاڑ ہوتا ہے۔ اور ساری زندگی خراب ہوتی ہے۔

دل کے جذبات اور رجحانات کا پاکیزہ ہونا فکر کے صحیح ہونے کی علامت ہے اور دل کے جذبات اور رجحانات کا گندہ اور پراگندہ ہونا فکر کے فاسد ہونے کی نشانی ہے۔

پس دل کی دنیا جب سنورتی ہے تو انسان کو اچھی طرح سنوار دیتی ہے اور انسان کو کامل انسان بنا دیتی ہے اور جب بگڑتی ہے تو انسان کو پوری طرح بگاڑ دیتی ہے۔ اور وحشی درندہ سے بھی بدتر بنا دیتی ہے۔

ذکر اللہ کا اصل مسکن و مادی انسان کا دل ہے اذکار کا بالکل صحیح ہو جانا اور دلی جذبات اور رجحانات کا فطرت کے مطابق ہو جانا بصیرت کی آنکھوں کا وا ہو جانا غفلت و مدہوشی کا دور ہو جانا یہ وہ امور ہیں جو دل کو یادِ الٰہی کے قابل بناتے ہیں۔ اور ذکر اللہ سے صحیح طور پر آشنا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غور و فکر کو ایک بنیادی شے قرار دیا گیا اور بار بار کلام ربانی

Marfat.com

میں غور و فکر کی جانب متوجہ کیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔

اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

یعنی ہم نے قرآن مجید کو اس لئے نازل کیا ہے تاکہ تم مخلوق کے سامنے اس کو واضح کر کے بیان کر دو اور پھر لوگ اس کی آیات پر غور و فکر کر کے راہ یاب اور کامیاب ہوں۔

صحیح غور و فکر دل پر رشد و ہدایت کی راہیں کھول دیتا ہے اور حق اور حقانیت کو قبول کرنے پر برانگیختہ اور آمادہ کرتا ہے۔ اور فاسد فکر گمراہی کی طرف لے جاتا ہے اور کفر و طغیان پر آمادہ کرتا ہے۔

پوری کائنات انسان کے غور و فکر کی جو نگاہ ہے اور جس شے میں بھی انسان غور و فکر کرے گا وہ اس کو حق کی جانب رہنمائی کرے گی اور بارگاہِ رب العزت تک پہنچائے گی ؎

وفی کلّ شی لہ آیۃٌ۔ تدلّ علی انّہ واحدٌ۔

ارشاد ربانی ہے۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا

اور کیا نہیں غور کرتے اپنے جی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک

Marfat.com

بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی الاٰیۃ سادھ کر اور وعدہ مقرر پر۔

یعنی عالم کا اتنا زبردست نظام اللہ تعالیٰ نے بے کار اور ناحق نہیں بنایا کچھ اس سے مقصود ضرور ہے۔ جو آخرت میں نظر آئے گا۔ بس اتنی بڑی نشانی پر غور و فکر نہ کرنا اور اس سے صحیح سبق حاصل نہ کرنا بڑی کوتاہی اور نادانی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ۔ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا وَّمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ

اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستون دیکھتے ہو پھر قائم ہوا عرش پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے وقت مقرر پر تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے نشانیاں کہ شاید تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو۔ اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین اور رکھے اس میں پہاڑ اور ندیاں اور ہر میوے کے رکھے اس میں جوڑے دو دو قسم کے ڈھانکتا ہے دن رات کو بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے واسطے جو فکر کرتے ہیں اور زمین میں کھیت ہیں مختلف ایک دوسرے

Marfat.com

وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔

(سورہ رعد رکوع ۱)

سے متصل اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں۔ ایک کی جڑ دوسرے سے ملی ہوئی اور بعض بن ملی ان کو پانی بھی ایک دیا جاتا ہے اور ہم ہیں بڑھا دیتے ہیں ان میں ایک کو ایک سے میووں میں۔ ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو غور کرتے ہیں۔

غرض کارخانہ عالم کی ہر چیز ایک زبردست نشانی ہے جو حق کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور اللہ رب العالمین کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔)

ذکر و فکر دونوں بندگی کے لوازمات سے ہیں جو لوگ صحیح فکر رکھتے ہیں وہ کبھی ذکر سے غافل نہیں ہوتے اور جو لوگ ذکر میں مشغول ہوتے ہیں وہ فکر سے خالی نہیں رہتے اور یہی فکر ان کی اچھی رہنمائی کرتا رہتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا

بے شک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا آجانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھتے اور کروٹ پر لیٹے اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں۔ کہتے ہیں اے رب ہمارے

Marfat.com

بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ تونے یہ عبث نہیں بنایا سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے وضو فرمایا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور اس قدر بکا طاری ہوا کہ تمام ڈاڑھی مبارک اور سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر بستر پر لیٹ گئے۔ اور روتے رہے۔ بلال نماز کو اٹھانے کے لیے آئے اور حضور کو روتا ہوا دیکھ کر عرض کیا "یا رسول اللہ آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے پھر آپ کیوں روتے ہیں"

ارشاد فرمایا۔ بلال میں کیوں کر نہ روؤں آج رات مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ

پھر ارشاد فرمایا پوری ہلاکت اور بربادی ہے اس شخص کے لئے جو اس آیۃ کو پڑھے اور پھر بھی غور و فکر نہ کرے" (نزھہ)

معلوم ہوا کہ آیات خداوندی سے وہی لوگ راہ یاب ہوتے ہیں جو ذکر اور فکر دونوں میں مشغول رہتے۔ اور فکر بھی ذکر کا ایک اہم شعبہ ہے اور عبادت کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں مذکور ہے۔

کَانَ دَائِمُ الْفِکْرِ کَثِیْرُ الصَّمْتِ (آپ ہمیشہ غور و فکر میں رہتے اور اکثر خاموش رہتے تھے۔)

Marfat.com

حضرت حسن رضؓ فرماتے ہیں: "تھوڑی دیر کا غور و فکر رات بھر کی نماز سے افضل ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "غور و فکر غفلت کو دور کرتا ہے اور دل میں خوف و خشیہ پیدا کرتا ہے۔ قلوب رنج و غم سے جلا پکڑتے ہیں۔ اور غور و فکر سے جگمگا اٹھتے ہیں اور روشن ہوتے ہیں۔ (نزھہ)

حضرت فضیل فرماتے ہیں: "غور و فکر ایک آئینہ ہے جس سے اپنی اچھائی اور برائی واضح ہو جاتی ہے۔

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: "جب انسان کا غور و فکر بڑھ جاتا ہے تو اس میں فہم پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب فہم پیدا ہو جاتی تو علوم منکشف ہو جاتے ہیں پھر عمل آسان ہو جاتا ہے۔ اور ہدایت کی راہیں کھل جاتی ہیں۔"

حضرت بشر حافی فرماتے ہیں: "اگر لوگ حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی میں غور و فکر کرنے لگیں تو ان سے کسی حال میں بھی نافرمانی سرزد نہ ہو۔"

شیخ ابن عطا اسکندری فرماتے ہیں: "قلب کا مخلوقات کے وسیع میدانوں کی سیر کرنا "فکر" کہلاتا ہے۔ فکر قلب کا چراغ ہے جب وہ نہ رہے گا تو قلب کی روشنی بھی جاتی رہے گی۔"

Marfat.com

غور و فکر کے طریقے

غور و فکر کا میدان بہت وسیع اور کشادہ ہے۔ پروردگارِ عالم کی ساری مخلوقات اور تمام مصنوعات اس کی کمالِ صنعت و قدرت پر کھلے شواہد ہیں جن کو دیکھ کر ہر انسان صانع حقیقی کی جانب رہنمائی پا سکتا ہے جس قدر مخلوقات اور مصنوعات میں غور و فکر ہوگا اسی قدر خالق و صانع جل جلالہ کی معرفت حاصل ہوگی اور معرفت کی یہ قدر اپنے مالک سے ربط و تعلق قائم ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تفکروا فی خلق اللہ ولا تفکروا	اللہ کی مخلوق میں غور و فکر کرو اور
فی اللہ فانکم لن تقدروا	اللہ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو اس لئے
قدرہ۔ (رزین عن ابن عباس)	اللہ کی حقیقت کا تم اندازہ نہیں کر سکتے

مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض لوگوں پر گذر ہوا جو محوِ فکر تھے حضورؐ نے دریافت کیا کیا ہوا تم بولتے کیوں نہیں؟ انھوں نے عرض کیا: "ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں محوِ تحیر ہیں۔"

ارشاد فرمایا ایسا ہی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں غور و فکر کیا کرو خود اس کی ذات کو مت سوچا کرو۔"

حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات بے چون و چگوں ہے انسانی عقول اس کی حقیقت کے قریب تر بھی نہیں جا سکتیں ؎

دور بینانِ بارگاہِ الست — غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

پس مخلوقات الٰہیہ میں حق تعالیٰ کی قدرت کے کرشموں اور عجیب و غریب تصرفات میں جو ہر وقت ہوتے رہتے ہیں اور اسی طرح عجائباتِ عالم میں غور و فکر کرے اور حق تعالیٰ کی صفات کمال اور جمال و جلال میں غور و فکر کرے۔ اس غور و فکر سے اس کو اپنے خالق کی معرفت حاصل ہوگی اور اس بات کا کامل یقین حاصل ہو جائیگا کہ میرا خالق بڑا علیم و حکیم اور قدرت و عظمت والا ہے۔ پھر گردن خود بخود اس کے آگے سرنگوں ہو جائے گی پھر جب اپنے پر بے شمار اور بے حد و حساب انعامات اور احسانات مشاہدہ کرے گا تو طاعت و فرمانبرداری کے جذبات از خود برانگیختہ ہوں گے۔ اور مطیع و فرمانبردار بندہ بنائیں گے۔

(۲) موت اور موت کے حالات اور سکرات پر غور کرے اور مرنے والوں کے حالات کو سوچے کہ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور کہاں چلے گئے کہ اب ان کا نام و نشان بھی نہیں کوئی پرسانِ حال بھی نہیں۔ یہی حال اپنا ہونا ہے ایک دن یہاں سے جانا ہے پھر نہ معلوم وہاں کیا حال ہو اور کن حوادث سے سابقہ پڑے اس سے خوف و خشیہ پیدا ہوگا دنیا کی لذتوں سے بے رغبتی ہوگی اور آخرت کی نعمتوں کی رغبت و امنگ پیدا ہوگی جو بندہ کو اپنے مولیٰ سے قریب تر بنائے گی اور اس کی جانب توجہ تام حاصل ہوگی۔

(۳) قیامت کے حالات میں غور و فکر کرے اور اس وقت کے ہولناک مناظر کو سوچے۔ پوری مخلوق قبروں سے اٹھے گی اور میدان حشر میں جمع ہوگی آفتاب نزدیک تر ہوگا۔ شدت گرمی سے پسینہ میں شرابور ہوگا۔ پیاس سے بے چین ہوگا۔ کوئی پرسان حال اور خبر گیراں نہ ہوگا۔ بارگاہِ رب العزت

Marfat.com

میں پیشی ہوگی اور ہر چھوٹی بڑی بات کی باز پرس ہوگی۔ پوری زندگی کا جائزہ لیا جائے گا۔ اور تمام اعمال پر جزا یا سزا دی جائے گی۔ جب ان امور پر غور کرے گا تو آخرت کی فکر دامن گیر ہوگی اور یہ کوشش کرے گا کہ میں بارگاہ رب العزت کی پیشی کے قابل ہو سکوں اور وہاں کی رسوائی اور روسیاہی سے کسی طرح محفوظ ہو جاؤں۔

(۴) دوزخ اور دوزخ کے ہولناک عذاب پر غور کرے دوزخ کی آگ کوئی معمولی آگ نہیں یہاں کی آگ سے ستر گنا زائد بڑھی ہوئی ہوگی، انسان اور پتھر اس کا ایندھن ہوں گے۔ خون اور پیپ وہاں کا پانی ہوگا اور ہر ایذا دینے والی چیز وہاں موجود ہوگی جس قدر دوزخ کے حالات پیش نظر ہوں گے اسی قدر گناہ اور نافرمانی سے احتراز ہوگا۔ دنیا کے جیل خانوں کی ذرا سی سختی چونکہ آنکھوں کے سامنے ہے اس لئے انسان اس سے ڈرتا ہے اور بچتا ہے۔ اگر آخرت کا جیل خانہ ذرا بھی نگاہ سے اوجھل ہو جائے تو کبھی بھی گناہ سرزد نہ ہو اور ہر انسان پارسا بن جائے۔

(۵) جنت الفردوس اور وہاں کے خوشنما مناظر پر غور و فکر کرے وہاں کی نعمتوں اور لذتوں کو یاد کرے وہاں ہر نوع کی راحت ہوگی ہر طرح اعزاز و اکرام ہوگا وہاں کی لذتیں اور نعمتیں وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتیں جو صرف انھیں بندوں کو نصیب ہوں گی جو مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔ جس قدر ان امور کا یقین ہوگا اسی قدر اطاعت و فرمانبرداری کا ذوق و شوق پیدا ہوگا۔ اور ان نعمتوں کے حصول کی آرزو اور خواہش اور طلب و

Marfat.com

جستجو ہو گی۔

(۶) اللہ رب العزت کے علیم و خبیر ہونے اور سمیع و بصیر ہونے پر غور و فکر کرے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ شہ رگ سے بھی قریب تر ہے اور ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے اور ہر وقت ہم سے باخبر ہے ظاہر و باطن ہر چیز کو جانتا ہے، دل کے بھیدوں سے پورے طور پر واقف ہے۔ جس قدر ان صفات پر غور و فکر ہو گا اور ان پر یقین کامل ہو گا اسی قدر اطاعت و فرمانبرداری میں انہماک اور اشتغال ہو گا۔ طاعات میں لذت و حلاوت ہو گی اور شرم و حیا کی وجہ سے گناہ کی جرات و ہمت نہ ہو گی۔

اگر کوئی شخص ہمیں دیکھ رہا ہو اور ہمیں اس کے دیکھنے کا علم ہو تو اس کے لحاظ اور شرم کی وجہ سے ہمارے سے کوئی نازیبا حرکت سرزد نہ ہو گی۔ پس اگر کسی کو یہ یقین ہو جائے کہ اللہ رب العزت میرے پاس ہے اور مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ کسی حال میں بھی گناہ کی جرأت نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں میں امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کے سفر میں تھا۔ راستہ میں ایک بدوی ملا۔ جو بکریاں چرا رہا تھا۔

حضرت عمر نے اس سے فرمایا: "ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔"

بدوی نے کہا: "میں غلام ہوں مجھے فروخت کا اختیار نہیں ہے۔"

Marfat.com

حضرت عمرؓ نے امتحاناً فرمایا: "اپنے آقا سے کہہ دینا کہ بھیڑیا کھا گیا"
بدوی نے کہا: "اور اللہ جو دیکھ رہا ہے۔"
حضرت عمرؓ بے اختیار رو پڑے اور اس غلام کو خرید کر آزاد کیا، اور ارشاد فرمایا: "تیری اس بات نے تجھے یہاں بھی آزاد کرایا اور امید ہے کہ آخرت میں بھی آزاد کرائے گی۔"

مراقبہ

آیاتِ خداوندی اور صفاتِ باری میں غور و فکر کرنے کو صوفیاء اور مشائخ طریقت کی اصطلاح میں "مراقبہ" کہتے ہیں جس کے انھوں نے آداب و شرائط اور مختلف طریقے تلقین فرمائے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ تحریر فرماتے ہیں۔

اعلم انّ الشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام رغب وحثّ علی شیئین علی الذکر والمراد منہ ما یتلفظ بہ وعلی الفکر المراد منہ المراقبۃ (قول جمیل)	سمجھ لو کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو باتوں کی ترغیب دی اور ان کے لئے آمادہ کیا اول ذکر اور اس سے مراد زبان سے اللہ کا نام لینا ہے دوسرے فکر اور اس سے مراد "مراقبہ" ہے۔

مراقبہ کا اصل اصول یہی غور و فکر ہے جس کی قرآن اور حدیث میں بار بار ترغیب اور تاکید کی گئی اس کے ساتھ پھر ایک دوسری اصل بھی ضم کی گئی اور وہ حدیث احسان ہے جو بندگی کا اصل راز ہے اور تمام عبادات کی

روح رواں ہی کہ اس کے بغیر بندگی بھی ناقص ادا ہوتی ہی۔ اور زندگی بھی رائیگاں جاتی ہی۔

حدیث احسان کا مفہوم یہ ہے کہ زندگی کو اس طرح گذارا جائے اور بندگی کے فرائض اس نظریہ سے ادا کئے جائیں کہ اللہ رب العزت ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم اس مالک الملک احکم الحاکمین اور رب العالمین کو دیکھ رہے ہیں اس نظریہ کے مطابق جب زندگی گذاری جائے گی تو وہی حقیقی زندگی ہوگی اور وہی بندگی کے صحیح معیار پر اترے گی۔ اور یہی شریعت وطریقت کا خلاصہ ہے اور بس۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح تحریر فرماتے ہیں۔

والاصل فیہا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الاحسان ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (قول جمیل)

مراقبہ میں اصل رسول اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ احسان یہ ہی کہ اللہ کی بندگی ایسی طرح بجالائے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر تو اللہ کو نہیں دیکھ سکتا تو وہ بہرحال تجھے دیکھ رہا ہی۔

غرض مراقبہ کی اصل تو وہی غور وفکر ہے اور اس سے مقصود صفت احسان کا پیدا کرنا ہی جو مومن کا انتہائی کمال ہی۔ اور بندگی کا اعلیٰ مقام ہے اور شریعت وطریقت کا اصل مقصود ہے۔

Marfat.com

مراقبہ کا طریقہ

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو دوزانو ہوکر قبلہ رُخ بیٹھے اور جمعیت خاطر اور اطمینان قلب کے ساتھ اس آیت یا صفت کی زبان سے تلاوت کرے جس کا مراقبہ مقصود ہے اور دل سے اس کو دہرائے اور اس کے معنی اور مفہوم کو خوب ذہن نشین کرے اور ان معنی میں اچھی طرح غور و فکر کرے پھر اس مفہوم اور معنی کے وجود کا تصور کرے اور اس کی صورت متخیلہ میں اس قدر محو اور مستغرق ہوجائے کہ ذہن سے ہر ماسوا کا ذہول ہوجائے اگر لمحہ بھر بھی دوسری جانب توجہ ہوگئی تو مراقبہ ناقص اور ناتمام رہے گا۔ ابتداءً مراقبہ میں دشواری پیش آتی ہے لیکن پھر رفتہ رفتہ ایسی عادت ہوجاتی ہے کہ دوسری جانب توجہ کرنا دشوار ہوجاتا ہے۔ اور یہ حالت استغراق اور محویت دوامی ہوجاتی ہے ؎

لب بہ بند و چشم بند و گوش بند گر نہ بینی سرِ حق برما بخند

مراقبہ کی اقسام و انواع

مراقبے بہت ہیں جن میں سے چند ذکر کئے جاتے ہیں۔

مراقبۂ حضور | اپنے دل کو ماسوا اللہ سے خالی اور یکسو کرکے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی حضوری کا تصور کرے اور زبان سے

اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ کا بار بار تکرار کرے پھر اس کے معنی پر غور کرے اور

Marfat.com

یہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ اور میرے ساتھ ہے اور اس تصور میں اس قدر محو اور مستغرق ہو جائے کہ ماسوا سے بالکل بے خبر بن جائے حتیٰ کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔

مراقبۂ معیت اپنے دل کو ماسوا اللہ سے خالی اور یکسو کر کے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی معیت کا تصور کرے اور آیۃ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ (اور حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہی جہاں کہیں بھی تم ہو) کے معنی کا تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت مشغولی اور بیکاری کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے اور اسی تصور میں مستغرق اور محو ہو جائے۔

مراقبۂ اقربیت اپنے دل کو ماسوا اللہ سے خالی اور یکسو کر کے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے قرب کا تصور کرے اور آیۃ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ہم قریب تر ہیں انسان کی شہ رگ سے بھی) کے معنی کا تصور کرے اور یہ تصور کرے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ مجھ سے میرے سے زیادہ قریب اور نزدیک ہے پھر اس تصور میں اس قدر مستغرق اور محو ہو جائے کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔

مراقبۂ رویت اپنے دل کو ماسوا اللہ سے خالی اور یکسو کر کے یہ تصور کرے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور آیۃ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى (کیا نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے) کے معنی کا تصور کرے اور یہ تصور کرے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے پھر

Marfat.com

اس تصور میں اس قدر مستغرق اور محو ہوجائے کہ کہیں کی خبر نہ رہے۔

مراقبۂ وحدت اپنے دل کو ماسوا اللہ سے خالی اور یکسو کرکے اس بات کا تصور کرے کہ صرف حق سبحانہ تعالیٰ ہیں اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اور آیتہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔ (وہی اول ہے اور وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔) کے معنی کا تصور کرے اور یہ تصور کرے کہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کا بھی وجود نہیں پھر اس تصور میں اس قدر مستغرق اور محو ہوجائے کہ بس وہی وہ رہ جائے۔

مراقبۂ فنا اپنے دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرکے سوچے کہ ہر چیز فنا ہوگئی صرف اللہ رب العزت باقی ہے اور آیتہ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی ذات تیرے رب کی جو بڑی اور بزرگی والا ہے۔

کے معنی پر غور کرے اور تصور کرے کہ سب اور سارے انسان فوت ہوگئے اور تمام آسمان و زمین ٹوٹ پھوٹ کر نیست و نابود ہوچکے صرف اللہ ذوالجلال والاکرام باقی ہے اور اس تصور میں مستغرق اور محو ہوجائے۔

یہ چند مراقبے ہیں ان میں سے جونسا بھی اختیار کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے تقرب اور تعلق کو بڑھائے گا۔ اور یاد الٰہی کو دوام اور ثبات بخشے گا۔ انشاء اللہ۔

Marfat.com

ذکر اللہ کے تمام شعبوں پر مداومت

یہ ذکر اللہ کے سات شعبے ہیں اگر ان پر مداومت کی گئی اور ان کی ساتھ مناسبت پیدا ہوگئی تو ذکر اللہ کی باقی راہیں خود بخود واضح ہوجائیں گی۔ اور دل انوارِ تجلیات سے معمور اور آباد ہوجائے گا۔ خانہ ویران گلستان بن جائے گا۔

ذکر اللہ محض زبانی ذکر کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ اس سے مقصود مطلوب اور مذکور کا دل میں حصول اور حضور ہے۔ جس کے متعدد طریقے ہیں چنانچہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رح فرماتے ہیں۔

بدانکہ ذکر بر اقسام است و مقصود از وحصول مذکور ست بحضور دل پس ہر عملے و فعلے کہ ازاں حصول مطلوب ست ہم ذکر ست کلمہ باشد یا نماز یا تلاوت قرآن یا درود یا ادعیہ کہ مطابق قرآن وحدیث باشد یا دیگر عبادات و یا بعبارات دیگر کہ ملاحظہ معنی آں یافت مذکور و مطلوب ست آں ہم جملہ ذکر ست

سمجھ لینا چاہیئے کہ ذکر اللہ کی بہت سی قسمیں ہیں اس لئے کہ ذکر سے مقصود مذکور کا دل میں آجانا ہی پس جس عمل اور فعل سے مقصود حاصل ہو وہی ذکر اللہ ہے خواہ ورد کلمہ ہو یا نماز یا تلاوت قرآن یا درود شریف یا دعا جو قرآن وحدیث کے موافق ہو یا دیگر عبادات یا دوسرے طریقے جن سے مطلوب اور مذکور کی معرفت اور شناخت حاصل ہو یہ سب امور "ذکر اللہ" ہیں۔

پس ذکر اللہ" اگرچہ ان سات شعبوں میں منحصر نہیں اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے لیکن اس کے حصول کے اصل ذرائع یہی ہیں جو بے شک وشبہ اور بے غل وغش ہیں جب تک ان میں انہماک اور اشتغال نہ ہوگا دیگر ذرائع تک رسائی نہ ہوگی اور جب ان میں پورا انہماک اور اشتغال ہوجائے گا تو دیگر ذرائع از خود حاصل ہوجائیں گے۔ بلکہ ان امور میں پورا استغراق اور انہماک انسان کو سراپا ذکر بنا دے گا۔

نماز کی جامعیت

نماز ذکر اللہ کے بہت شعبوں کو جامع اور حاوی ہے۔ اس میں اللہ کے نام کا ورد بھی ہے۔ تسبیح اور تحمید بھی ہے دعا بھی ہے اور توبہ اور استغفار بھی ہے اور تلاوت قرآن مجید بھی ہے۔ اور صلوٰۃ وسلام بھی ہے۔ اور غور وفکر اور انہماک واستغراق بھی ہے۔ اس لئے ذکر اللہ کی ادائیگی کا افضل ترین طریق نماز ہے جس قدر نماز سے دلبستگی اور دل بستگی ہوگی اسی قدر رب العزت سے تقرب اور تعلق قائم ہوگا اور اسی قدر کمال بندگی سے آراستگی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ جس قدر تاکید اور ترغیب نماز کی ہے وہ دیگر عبادات کی نہیں۔ اور جو عظمت وفضیلت نماز کو حاصل ہے وہ دیگر عبادات کو حاصل نہیں ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

ما انتزض اللہ علی خلقه بعد التوحید شیئا احبّ الیه من	اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ عبادات میں توحید کے بعد سب سے زیادہ محبوب اور

Marfat.com

الصلوٰۃ و کان شئ احب الیہ منہا ما تعبد بہا ملائکتہ فمنہم من راکع وساجد وقائم وقاعد (نزہ)

پسندیدہ نماز ہے۔ اگر نماز سے زائد کوئی دوسری عبادت اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتی تو فرشتے نماز میں مشغول نہ ہوتے اور اس کو اختیار کرتے حالانکہ فرشتے ہر وقت نماز میں مشغول رہتے ہیں کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں کوئی قعود میں رہتا ہے۔ اور کوئی قیام میں۔

نیز ارشاد فرمایا

اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد۔

بندہ اپنے رب کے قریب تر نماز میں سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔

اسی لیئے نماز کو مومن کے لیئے انتہائی کمال اور آخری معراج قرار دیا گیا۔

حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں "دنیا میں نماز کا رتبہ ایسا ہے جیسا آخرت میں دیدار خداوندی ہے۔ دنیا میں انتہائی قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں انتہائی قرب دیدار خداوندی کے وقت نصیب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر تمام عبادات نماز کے لیئے بمنزلہ وسائل اور ذرائع کے ہیں اور خود نماز مقاصد میں سے ہے" (مکتوب ۴۱ جلد ۱)

حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ۔

خبردار رہو سب نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے۔ اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کے لیئے۔

ارشاد ربانی میں حفاظت صلوٰۃ "اقیموا الصلوٰۃ" کا حکم فرمایا گیا۔ نماز کی اصل حفاظت (یعنی نماز کا اصل قیام اور نماز کو نماز کی طرح ادا کیا جائے اور نماز کا پورا حق ادا کیا جائے) وہ نماز کی حفاظت نہیں بلکہ اصل نماز اور نماز کا قیام اور بقا نہیں ملتا۔ تاہم اس لئے کہ وہ نماز نہ ہونے کے برابر ہے نماز کا حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب اس میں تمام [illegible] نگرانی کی جائے۔

اول طہارت" یعنی نماز سے پہلے تمام سنن اور [illegible] اذکار و ادراد کی پابندی کرتے ہوئے وضو کرنا اور [illegible] ستر پاک و صاف کرنا۔ ایسی طہارت جو بدن کا [illegible] ہے اور اس نماز کو اس سے [illegible] قسم کا سرور اور نور محسوس ہوتا ہے اس طہارت سے [illegible]

دوسرے نماز کی ادائیگی میں تمام فرائض اور [illegible] کی پابندی کرنا نماز کامل تب ہوتی ہے جب [illegible] طور پر ادا کیا جائے۔ ان کا نقصان اور کمی نماز کا نقصان اور کمی ہے کسی سنت اور مستحب کو بھی ترک کر دیا تو وہ نماز [illegible] بلکہ پرانے کپڑے کی طرح رد کر دی جاتی ہے جیسا [illegible] محسوس ہوتا ہے۔ اور بشاشت و فرحت حاصل ہوتی [illegible] کے تمام فرائض اور واجبات اور سنن و مستحبات کی [illegible] نور و سرور محسوس ہوتا ہے اور بشاشت و فرحت [illegible]

صحیح طور پر ادا ہونے کی علامت ہے۔

تیسرے "حضورِ قلب" یعنی نماز میں جو کچھ تم کر رہے ہو یا کہہ رہے ہو دل اس کا معترف اور ہمنوا ہو۔ اور اول سے لے کر آخر تک پوری نماز ایسی طرح ادا کی جائے کہ دل ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو اور غیر کی جانب متوجہ نہ ہو جو لمحہ بھی غیر کے ساتھ گذرے گا وہ نماز میں شمار نہ ہوگا بلکہ خارج نماز ہوگا۔ نماز حضورِ قلب سے ہوتی ہے جب قلب حاضر نہیں رہا اور غیر میں مشغول ہو گیا تو نماز کی اصلی حیثیت اور نوعیت فوت ہو گئی پس جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو دنیا اور ما فیہا سے منہ موڑ کر ہر ماسوا کو دل سے نکال کر رب العزت کی جانب رخ کرے اور وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ (میں نے اپنا منہ حق تعالیٰ کی جانب کر لیا) پڑھے چہرہ کا رخ کعبۃ اللہ کی جانب ہو اور دل کا رخ رب کعبہ کی جانب متوجہ ہو پھر جب اللہ اکبر کہے تو دل میں کسی غیر کی بڑائی کا شائبہ تک باقی نہ رہے۔ جب سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ پڑھے تو دل میں ہر ماسوا کی حقارت و نفرت موجزن ہو جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہے تو دل شکر و احسان کے جذبات سے لبریز ہو اور ماسوی کی تمام خوبیاں کالعدم ہوں۔ جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہے تو غیر سے ساری توقعات اور تعلقات ختم ہو کر دل صرف اسی کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ جب سر جھکائے تو دل بھی عاجزی سے جھک جائے اور جب سر زمین پر پڑا ہو تو دل اس کی بارگاہ میں لوٹ رہا ہو۔ اسی طرح ساری نماز کو پوری کرے۔ یہی نماز کی اصلی روح ہے۔

Marfat.com

ان تینوں امور کی پابندی کے بعد نماز صحیح معنی میں نماز ہوگی اور نماز کی حفاظت اور نماز کی اقامت کا ایک گونہ حق ادا ہوگا۔ یہی وہ نماز ہے جو مومن کی معراج ہے۔ اس لئے کہ اس میں بارگاہِ رب العالمین کی حاضری اور حضوری ہے اور اللہ رب العزت سے شرف ہم کلامی ہے۔ اپنی بندگی اور غلامی اور وفاداری کا دل اور جوارح سے اعتراف ہے۔ اور اپنے تعلق و محبت کا اظہار ہے جو اصل مقصود اور حقیقی مطلوب ہے۔

تقرّب بالفرائض

حق سبحانہ وتعالیٰ کے تقرب اور تعلق پیدا کرنے کا اعلیٰ طریق اور اعلیٰ ذریعہ فرائض خداوندی ہیں جو تقرب اور تعلق فرائض خداوندی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسرے ذریعہ سے کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان فرائض کو ہر شخص کے لئے ضروری اور لازمی قرار دیا گیا تاکہ خدا کا کوئی بندہ خدا کے تعلق سے بے بہرہ اور محروم نہ رہے۔ اور ہر بندہ کو اپنے مولیٰ کریم سے تقرب اور نزدیکی حاصل رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

یقول اللہ تعالیٰ ما تقرب الیّ عبد	اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جن چیزوں کو
بمثل اداء ما افترضت	میں نے فرض کر دیا ہے ان کی ادائیگی کی
علیہ۔	بقدر کوئی چیز برابر تقرب پیدا نہیں کرتی۔

پس اعلیٰ تقرب اور تعلق کا ذریعہ فرض نمازیں ہیں انہی کے ساتھ مسلمان کی نجات

اور فلاح و بہبود ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

انہ اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیمۃ من عملہ صلوتہ فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت خاب وخسر وان انتقص من فریضتہ شیء قال الرب تبارک وتعالیٰ انظروا ھل لعبدی من تطوع فیکمل بھا ما انتقص من الفریضۃ ثم یکون سائر عملہ علی ھذا (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

قیامت میں آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائے گا اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ شخص کامیاب ہوگا اور بامراد اور اگر نماز بیکار ثابت ہوئی تو وہ نامراد ہوگا اور خسارہ میں رہے گا۔

حضرت عبیداللہ بن عمیر سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ ہوگا اس کا حشر فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (فضائل نماز از احمد و ابن حبان)

پس اصل اہتمام اور پوری توجہ فرض نمازوں کی ادائیگی کے لئے کرنا چاہیئے اور حتی المقدور ان کو حسن و خوبی کے ساتھ ادا کرنے کی جدوجہد کرنی چاہیئے۔ اس لئے عمر بھر کی نفل نمازیں قدر و قیمت میں ایک فرض نماز کے برابر نہیں ہو سکتیں۔

حضرت مجدد صاحب رح تحریر فرماتے ہیں "حق سبحانہ و تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ فرائض ہیں یا نوافل۔ نوافل کا فرائض کے مقابلہ میں کوئی شمار اعتبار نہیں ہے ایک فرض کو اس کے وقت پر ادا کرنا ہزار سال کے نوافل سے بہتر ہے۔

Marfat.com

اگرچہ وہ نوافل انتہائی خلوص کے ساتھ ادا کی گئی ہوں۔

جو چیز بھی نفل ہے خواہ نماز ہو یا روزہ یا ذکر و فکر وغیرہ بلکہ صدقہ تک بھی فرض کے مقابلہ میں یہی حکم رکھتی ہے۔ منقول ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک روز صبح کی نماز پڑھانی بعد نماز ایک شخص کے متعلق دریافت فرمایا جو جماعت میں موجود نہ تھا کہ وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا "وہ اکثر شب بیدار رہتا ہے ممکن ہے اس وقت بیخبر سو گیا ہو اور جماعت فوت ہو گئی۔ ارشاد فرمایا "اگر رات بھر سوتا اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھتا تو یہ زیادہ بہتر تھا (مکتوب جلد ۱ صفحہ ۹)

(تنبیہ) واجب کا درجہ عمل میں فرض کے برابر ہے اور جو نوافل ہیں بھی واجب فرض کے قریب تر ہوتا ہے۔

Marfat.com

تقرّب بالنوافل

فرائض کے بعد سب سے زیادہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا تقرب نوافل سے حاصل ہوتا ہے۔ بالخصوص نفلی نمازوں کو دیگر نفلی طاعات پر بہت فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ فرض نمازیں راس المال اور اصلی سرمایہ ایمانی ہیں اور نفلی نمازیں اس راس المال کا منافعہ ہیں۔ نفلی نمازوں سے فرض نمازوں کی کوتاہی اور کمی کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قیامت میں اگر کسی کی فرض نمازوں میں کمی رہ جاتی ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں دیکھو اگر اس کے پاس کچھ نفلوں کا ذخیرہ موجود ہو تو اس سے اس فرض نمازوں کی کمی کو پورا کر دیا جائے۔"

(جمع الفوائد از ترمذی و نسائی)

ایک حدیث قدسی میں آیا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: "میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے تقرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس کو پسند کر لیتا ہوں اور جب میں اس کو پسند کر لیتا ہوں تو میں ہی اس کے حواس ظاہرہ ہوتا ہوں مجھی سے دیکھتا ہے اور مجھی سے سنتا ہے۔"

(بخاری)

یعنی غایت تقرب اور غایت مقبولیت کی وجہ سے اس بندہ کے سارے کام خدا کے کام شمار ہونے لگتے ہیں اس کا دیکھنا گویا خدا کا دیکھنا ہے اور

Marfat.com

اس کا سننا گویا خدا کا سننا ہے فرط تعلق کی بنا پر یگانگت قائم ہو جاتی ہے۔ اور مغائرت باقی نہیں رہتی اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے اور اس سے زیادہ انسان کے لئے کیا کمال متصور ہو سکتا ہے۔

فرض نمازوں کے بعد پھر مسنون نمازوں کا رتبہ ہے ان میں بالخصوص فرائض سے پہلے اور بعد میں جو نمازیں مسنون ہیں ان کو بہت اہمیت اور تاکید ہے۔ جس نماز پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت اور مداومت فرمائی ہو اور اس کے پڑھنے کی ترغیب اور تاکید فرمائی ہو۔ اس سے بڑھ کر مومن کے لئے کیا نعمت ہو سکتی ہے؟

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے دن میں بارہ رکعت نفل پڑھی اس نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا" یعنی چار رکعت نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعت نماز ظہر کے بعد اور دو رکعت نماز مغرب کے بعد اور دو رکعت نماز عشا کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔ (نزھہ از ترمذی)

یہ بارہ رکعت "سنت مؤکدہ" ہیں ان کا بلا عذر ترک کرنا کسی طرح زیبا اور روا نہیں ہے۔

ان کے علاوہ بعض سنن غیر مؤکدہ ہیں جن کے بہت فضائل اور منافع بیان کئے گئے ہیں۔ جیسے نماز اشراق۔ نماز چاشت، نماز اوابین۔ نماز تہجد وغیرہ۔ کہ ان کی پابندی سے ایمان میں تازگی اور شگفتگی پیدا ہوتی ہے روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اور ان نمازوں کا اہتمام بارگاہِ خداوندی

Marfat.com

میں تقرب کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ ان میں بھی تہجد کی نماز خصوصی اہمیت اور نرالی شان رکھتی ہے۔

نمازِ تہجد

یعنی رات کے آخری تہائی حصہ میں چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھنا۔ نماز تہجد کو دیگر نفل نمازوں پر بہت زیادہ فوقیت اور اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں بار بار تہجد کی ترغیب دی گئی ہے اور تہجد پڑھنے والوں کی تعریف و توصیف فرمائی گئی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۝

جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنی سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝

اور وہ لوگ جو رات گذارتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدے میں اور کھڑے ہو کر۔

ارشاد نبوی ہے: "تم رات کو اٹھنے کا التزام رکھو رات کو اٹھنا صالحین کا شیوہ ہے۔ اور اللہ کے تقرب کا ذریعہ ہے اور سابقہ گناہوں کا کفارہ ہے اور آئندہ گناہ سے باز رکھتا ہے۔" (مشکوٰۃ)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز تہجد کا بہت زیادہ اہتمام تھا اور رات کا بیشتر حصہ نماز میں گذارتے تھے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رات کو زیادہ دیر تک نماز پڑھنے اور طویل قیام کی وجہ سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین مبارک پر ورم آگیا تو خدمت نبوی میں عرض کیا گیا: "آپ اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں آپ کے تو تمام اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے۔" ارشاد فرمایا افلا اکون عبدا شکورا (کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تہجد کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے انعامات کی شکر گذاری اور احسان نوازی قرار دیا ہے پس اس سے بڑھ کر اور کون عبادت ہو سکتی ہے جو

رب کی شکر گذاری کی ذمہ داری کو سبکدوش کرے تو اس کے انعامات اور احسانات کا کوئی حد و حساب اور شمار نہیں۔ ان عظیم الشان انعامات کے جس عبادت کے ذریعہ اظہار تشکر ہوتا ہو وہ عبادت یقیناً اعظم طاعات اور افضل عبادات ہوگی۔ اور تہجد کے نماز تہجد کے ساتھ نہایت شغف اور نہایت رغبت کی یہ بھی وجہ تھی۔

احادیث نبوی میں نماز تہجد کے بہت فضائل اور مناقب بیان کئے گئے ہیں جن میں سے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب انسان رات کو سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہ باندھتا ہے اور دل میں یہ بات جما دیتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی ہے سوتا رہ جب انسان بیدار ہو کر اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور انسان حالت نشاط اور پاکیزگی میں صبح کرتا ہے ورنہ بصورت دیگر صبح کرتا ہے کہ طبیعت کسل مند ہوتی ہے اور بخوست سوار ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ شرح صحیح بخاری و مسلم)

حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم رات کو اٹھنے کا التزام رکھو رات کو اٹھنا صالحین کا شیوہ ہے اور رب العالمین کے تقرب کا ذریعہ ہے اور گناہوں کا کفارہ ہے اور آئندہ گناہوں سے پاک رکھتا ہے۔" (مشکوٰۃ از ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ "فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔" (مشکوٰۃ)

اَوراَد وَظائف

نفل نمازوں کے بعد پھر دوسری نفلی عبادات کا درجہ ہے۔ انہی میں سے اوراد و وظائف ہیں۔

اوراد و وظائف دو قسم کے ہیں ایک وہ جو احادیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہوئے ہیں۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائے ہیں یہ اصل شمار ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی مقبولیت خود صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ ان کا درجہ اور مرتبہ دیگر تمام اوراد اور اشغال سے بدرجہا اعلیٰ اور افضل ہے۔ اس لئے کہ ان میں اتباع سنت ہے اور اتباع سنت ہر چیز سے فائق و اعلیٰ ہے۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ فقیر پورے وثوق کے ساتھ لکھتا ہے کہ مدت دراز تک علوم و معارف اور احوال و مقامات ابر نیسان کی طرح برسے اور خدا کی عنایت سے جو کام کرنا چاہیئے تھا کیا مگر اب اس کے سوا کوئی آرزو نہیں کہ سنن مصطفویہ میں سے کسی سنت کا احیاء ہو جائے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام احوال اور کیفیات ارباب ذوق کو مبارک ہوں ہمیں تو صرف اس قدر

Marfat.com

درکار ہے کہ سالک اپنے بزرگوں کی نسبت سے معمور ہو اور ظاہر باطنکلیہ سنن ظاہرہ کی پیروی سے مزین اور آراستہ ہو۔ ع

کار ایں ست و غیر ایں ہیچ (مکتوب ۳۷ ج ۱ ص ۵۱)

ان مسنون اوراد و وظائف کی جانب متوجہ کرنا ہمارا مقصود ہے۔ ان میں سے بہت سے اوراد و وظائف کتاب میں بیان ہو چکے ہیں۔

دوسرے وہ اوراد و اشغال ہیں جن کو صوفیائے کرام اور مشائخ طریقت نے قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے مقرر کیا ہے۔ اور اپنی نور بصیرت سے ان اوراد و اشغال کو حق سبحانہ و تعالیٰ کے تقرب اور تعلق کا ذریعہ سمجھا ہے اور پھر اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے ان اوراد و اشغال کو مثمر برکات اور منتج افرات بھی پایا ہے۔ چنانچہ ان کو مشائخ طریقت نے تقرب الی اللہ کے لئے آزمایا اور ہزاروں مخلوق خدا کو ان کے ذریعہ خدا تک پہنچا دیا۔ اب یہ اوراد اس قدر معتمد اور مستند ہو گئے کہ ان میں ذرا شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اگرچہ ان اوراد و اشغال کا رتبہ مسنون اوراد و وظائف سے کمتر اور بہت کم تر ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسنون وظائف کے اصل مقصود کی جانب رسائی بغیر ان اشغال کی پابندی کے قریب بہ محال ہے اس لئے کہ تمام عبادات ایمان حقیقی اور اخلاص کے ساتھ وابستہ ہیں اور ایمان اور اخلاص کی دولت اسی راہ سے نصیب ہوتی ہے۔ اور یہی سلوک کا اصل مقصود ہے۔

حضرت مجدد صاحب تحریر فرماتے ہیں: سلوک کی منازل طے کرنے

Marfat.com

مقصود ایمان یقینی کا حصول ہے۔ جو اطمینان نفس سے وابستہ ہے تاوقتیکہ نفس مطمئن نہ ہو نجات متصور نہیں ہو سکتی (مکتوب ۱۶۱ جلد ۱)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔ شریعت کے تین جزو ہیں۔

علم۔ عمل۔ اخلاص۔ جب تک یہ تینوں اجزاء متحقق نہ ہوں شریعت کا وجود نہیں ہو سکتا۔ اور جب شریعت متحقق ہو جاتی ہے تو رضا الٰہی نصیب ہو جاتی ہے۔ جو تمام دینوی اور اُخروی سعادتوں سے بالا تر ہے۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (اور اللہ کی رضا بہت بڑی نعمت ہے۔

پس شریعت تمام دینوی اور اخروی سعادتوں کی متکفل اور ضامن ہے۔ اور شریعت کے علاوہ کسی اور چیز کی احتیاج نہیں ہے۔ طریقت و حقیقت جس کے ساتھ صوفیاء ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خدمت گار ہیں اور ان کا مقصود صرف شریعت کی تکمیل ہے نہ کہ شریعت کے علاوہ کسی اور شے کی جستجو۔ اور وہ احوال اور مواجید اور علوم و معارف جو صوفیاء کو اثنائے راہ میں پیش آتے ہیں مقاصد نہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں جن کے ذریعہ ان کی تربیت ہوتی ہے ان سب کو چھوڑ کر مقام رضا تک پہنچنا چاہیئے جو مقامات سلوک کی انتہا ہے۔ اس لیئے کہ طریقت و حقیقت کے منازل طے کرنے سے مقصود صرف اخلاص کا حاصل ہونا ہے۔ جس سے مقام رضاء الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ (مکتوب ۳۱۶ صفحہ ۳۹۶)

غرض ایمان و اخلاص کے حاصل کرنے کے لیئے جو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے تقرب اور تعلق کا اصل ذریعہ ہیں اور عبادات کی اصل روح ہیں ان اوراد و

اشغال کا حاصل کرنا بھی ضروری۔ اور لابدی ہوگیا۔ جن کو مشائخ طریقت نے اختیار فرمایا ہے۔

مشائخ طریقت کے چار سلسلے ہیں۔

(۱) چشتیہ۔ (۲) نقشبندیہ (۳) قادریہ (۴) سہروردیہ۔ اور چاروں سلسلوں کے علیحدہ علیحدہ معمولات اور اشغال مقرر ہیں۔ جن کو امام طریقت مجدد ملت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب "قول جمیل" میں بیان فرمائے ہیں۔

اور شیخ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی کتاب "ضیاء القلوب" میں شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

جو اصحاب ان کے اہل ہوں وہ ان اوراد و اشغال کو ان کتابوں سے اخذ کریں۔ مجھ نااہل و ناواقف کی یہ ہمت و جرأت نہیں کہ میں ان کے متعلق کچھ بھی لکھ سکوں۔ اور نہ ہر شخص ان سے مستفید ہو سکتا ہے ان کے لئے شیخ کامل کی رہنمائی درکار ہے۔

اگر حق تعالیٰ شانہٗ کسی کو توفیق و سعادت نصیب فرما دیں تو کسی شیخ کامل متبع سنت کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور راہ سلوک پر گامزن ہو تاکہ جلد منزل مقصود پر پہنچے اور تقرب خداوندی کا سرفراز ہو۔

Marfat.com

خاتمۂ کلام

مجھے اپنی نا اہلیت اور نا واقفیت کا پورا اعتراف اور کامل یقین ہے پھر بھی ایک نادان کی زبان سے علم و عرفان کی باتیں سننا اور نا آشنائے محبت سے عشق و محبت کی داستان سننا محض حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل اور احسان ہے اور بزرگوں کا فیضان ہے۔

یہ فیوض و برکات ہیں سیدی مولائی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی توجہات عالیہ کے اور خوشہ چینی ہے۔ استاذی و محسنی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ کے علوم و معارف کی۔ ع

زباں میری ہے لیکن کہنے والا اور ہے کوئی

جو کچھ اس کتاب میں صواب ہے وہ ان حضرات کی عطا ہے اور باقی میری خطا ہے۔ اگر اس کے ذریعہ کسی گم گشتہ راہ کو راستہ مل جائے اور کسی بندۂ خدا کو ہوش آجائے اور اس کا دل درد آشنا ہو جائے تو میری دارین کی کامیابی اور سرخروئی کے لئے کافی ہے اور یہی مقصود ہے۔

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم۔ ربّنا آمنّا بما انزلت واتبعنا الرّسول فاکتبنا مع الشّاھدین۔ والصلوٰۃ والسلام علی من ھو رحمۃ للعالمین و شفیع للمذنبین و ملجاء للمستفیثین علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین والصلوٰۃ والتحیۃ

احقر زمن محمد احتشام الحسن غفرلہٗ کاندھلہ ضلع مظفر نگر

شب پنجشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

Marfat.com

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

قلوب صرف اللہ کے ذِکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں

حقیقتِ ذِکر

یعنی

اِطمینانِ قلب اور تسکینِ خاطر حاصل کرنے کے طریقے اور ذرائع

مُرتّبہ

حضرت مولانا محمّد احتشام الحسن صاحب کاندھلوی

ناشر

کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد دہلی نمبر ۶

(مکتبہ الیس احمد علی خان ۲۶۱ شیام سنگھ دہلی)